پروفیسر محمد حمزہ نعیم

دشمنانِ امام مظلوم سیدنا عثمان کا عبرتناک انجام

اعدائے اسلام کو وفاتِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت خوشی ہوئی مگر خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُن کی خوشی کو جلد ہی غم میں بدل دیا۔ خلیفۃ رسول اللہ ﷺ کی وفات پر پھر ان کو اُمیدیں لگ پڑیں مگر دعائے رسول کے مقابلے میں باطل کب پنپ سکتا تھا۔ شام میں رومی مقبوضات ہاتھ سے نکل چکے تھے اب مرادِ رسول سیدنا فاروق اعظم نے وقت کی دونوں سپر پاوروں کی زیر و کر دیا۔ یہود و مجوس اور نصاریٰ تینوں سیخ پا تھے، انہی کے فرستادہ ابولؤلؤ نے دو اور سازشیوں کے ساتھ مل کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ مگر اس سے بھی کام نہ بنا، یہ انفرادی دہشت گردی کی ابتدا تھی...... فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے شدید زخمی ہو کر بھی اُمت کی خیر خواہی میں چھ اصحابِ کبار کی خلافت کمیٹی بنا دی جنہوں نے بطریق احسن خلافت نبوی کی اہم اور اعلیٰ مسند پر دامادِ رسول سیدنا عثمان غنی کو بٹھا دیا۔ اعدائے دین حیران تھے کہ اسلام بڑھتا پھیلتا چلا جا رہا تھا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل صدیق اکبر نے گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرایا تھا، تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بائیس لاکھ مربع میل پر پہنچا دیا اُن کے جانشین سیدنا عثمان غنی نے تو مشارق ارض سے مغارب تک اسلامی فتوحات کا جھنڈا گاڑ دیا۔ مشرق میں سندھ و ہند سے لے کر مغرب میں مصر سے آخر افریقہ اور اس کے ساتھ یورپ میں سپین پرتگال اور فرانس کے ایک حصہ تک مجاہدینِ اسلام پہنچ گئے۔ چوالیس لاکھ مربع میل تک اسلامی قلمرو وسیع ہو گئی۔ اب اعدائے اسلام نے سوچا کہ مسلمانوں کے ساتھ بالمقابل لڑائی میں تو فتح ناممکن ہے لہٰذا یہود و مجوس، نصاریٰ اور دیگر باطل عناصر سر جوڑ کر بیٹھے اور منافقت اور پروپیگنڈے کا ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔

اعدائے اسلام کو ایک بھرپور چالاک عنصر (NOTORIOUS) عبداللہ بن سبا ہاتھ آ گیا جس کا باپ مجوسی اور ماں یہودن تھی۔ اس شخص کی شرارتیں اور سازشیں نہایت کامیاب ہوئیں۔ اس نے حُبِّ علی کا چولا پہنا، بصرہ، کوفہ، مصر، یمن و دیگر علاقوں کے دورے کیے اور اپنی جماعت سبائی پارٹی کو منظم کیا۔ اس نے سرِ عام حُبِّ علی اور حُبِّ آل رسول کا نعرہ لگایا۔ مدینہ منورہ کے اکثر لوگ اور قرب و جوار کے مخلص مسلمان ایامِ حج میں جب مکّہ مکرّمہ چلے گئے تو یہ سازشی گروہ مدینہ منوّرہ پر قابض ہو گیا اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے، تلاوتِ قرآن پاک کر رہے تھے۔ آپ کا مقدس خون کھلے قرآن کی آیات پر پڑا۔ یہ قرآن پاک آج بھی

تاشقند میں اصل حالت میں موجود ہے اور اُس کا فوٹو کاپی نیشنل میوزیم آف پاکستان کراچی میں ہے۔

اب ہم قاتلین عثمان کے انجام کی طرف آتے ہیں۔ پوری کہانی کے لیے تو کتاب چاہیے، مختصراً نام اور انجام حاضر ہے۔

۱۔عبداللہ بن سبا: سازشی گروہ، سبائی پارٹی کا شیعان علی کے نام سے بانی عبداللہ بن سبا تھا اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ربّ کہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ کرنے کو کہا۔ اُس نے انکار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے آگ میں جلوادیا۔ (شیعہ کتاب، رجال کشی)

۲۔محمد بن ابی حذیفہ: ابن سبا کا دست و بازو، مصر میں سبائیوں کا سرغنہ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتل کے ارادے سے جیل میں ڈال دیا مگر وہ طویل زمانہ جیل میں ہی رہ کر مر گیا۔ (حوالہ بالا) دوسری روایت کے مطابق جیل سے بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن عمرو بن ظلام نے پکڑ کر گردن اُڑادی۔ (البدایہ)

۳۔محمد بن ابی بکر: سبائی پارٹی نے اسے فریب میں مبتلا کیا۔ گورنری کا مطالبہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسے گورنر نہ بنایا تو مخالف ہوگیا۔ مصر میں قتل کیا گیا۔ (ابن جریر)

۴،۵۔ذریح بن عبّاد اور ابن محرش: یہ دونوں ایک ایک گروہ کے سربراہ تھے، بصرہ میں قتل ہوئے۔ طبری کی روایت ہے مدینہ جا کر حضرت امام کے خلاف لڑنے والے سارے مارے گئے سوائے حرقوص کے (جو بعد میں انجام کو پہنچا)۔

۶۔عمرو بن حمق: یہ بھی محمد بن ابی بکر کے ساتھ دیوار پھاند کر بیتِ عثمان میں داخل ہوا۔ سینۂ اقدس پر بیٹھ کر نیزے کے نو وار کیے۔ حضرت امیر معاویہ نے اسے طلب کیا یہ ایک غار میں چھپ گیا۔ لوگوں نے غار میں جا پکڑا۔ سر کاٹ کر امیر کی خدمت میں پیش کر دیا۔

۷۔مالک الاشتر: یہ بھی ابن سبا کا دستِ راست تھا۔ ۳۸ھ میں مارا گیا۔ (اصابہ، ج:۳)

۸۔حکیم بن جبلہ: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر پتھراؤ کیا تھا، اُمّ المؤمنین کو گالیاں بھی دی تھیں۔ آخر گھسیٹ کر لایا گیا اور اس کا سر مروڑ دیا گیا۔ (طبری، ج:۶)

۹۔غافقی بن حرب: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے محصور ہو جانے پر میزبان رسول حضرت ابوایوب کو امام مقرر فرمایا لیکن غافقی بن حرب نے مصلّی پر قبضہ کر لیا۔ پھر حضرت عثمان پر حملہ کے وقت قرآن پاک کو پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ (طبری)

۱۰۔کنانہ بن بشر: اس بدبخت نے لوہے کی لٹھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک پر ماری، خون کا فوارہ چھوٹ پڑا۔ قرآن پاک رنگین ہوگیا۔

۱۱۔خالد بن ملجم: یہ بھی قاتلان عثمان میں نمایاں تھا۔ بری موت مرا۔

۱۲۔سودان بن حمران:　اس نے تلوار کا وار کیا۔سورۃ بقرہ کے سولھویں رکوع کی اکثر آیات پر خون پھیل گیا۔(طبری)

۱۳۔کمیل بن زیاد:　حجاج کے ہاتھوں قتل ہوا۔اعلاء السنن اور ازالۃ الخفا کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ انتقام نہ لے سکے وہ خود مجتہد تھے۔انتقام لینے کو مؤخر کر رہے تھے، بہت سے اصحاب رسول ان سے اس رائے میں اختلاف رکھتے اور پہلے انتقام لینا ضروری سمجھتے تھے۔تاہم اصحاب رسول کو مقامِ اجتہاد حاصل ہے کسی مسلمان کو اُن پر حرف گیری کی اجازت نہیں...... پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے خود انتقام لیا۔اگرچہ فسادی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر اپنے کو بچانے کی کوشش بھی کرتے رہے اور اہم عہدوں پر مثلاً سپہ سالار گورنر وغیرہ بن گئے تھے۔

قاتلینِ عثمان میں سے بہت سے لوگ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں بصرہ میں مارے گئے۔ بہت سارے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں مارے گئے، باقی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔پھر بھی جو بچ گئے اُن پر اللہ نے حجّاج کو مسلّط کیا مثلاً کمیل بن زیاد اور عمیر بن ضابی

۱۴۔عمیر بن ضابی کی عجیب کہانی ہے۔خوارج کا فتنہ فرو کرنے کے لیے جب حجّاج بن یوسف کوفہ میں امیر بن کر آیا تو اس نے سب کو جہاد پر نکلنے کا حکم دیا۔عمیر بن ضابی نے کہا میں بوڑھا ہوں، میرے بیٹے کو لے جاؤ، مجھے استثنیٰ دے دو۔حجّاج نے کہا ٹھیک ہے۔لیکن ساتھ ہی کھڑے ایک شخص نے کہا: ''اے امیر آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟ کہا نہیں، کہا یہ وہی شخص ہے جس نے امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد بھی اُن پر ظلم ڈھایا تھا۔اس بارے میں اس نے اشعار بھی لکھے کہ میں نے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد اُن کے جسدِ اقدس پر چڑھ کر اُن کی پسلیاں توڑیں......'' اس سے پوچھا گیا تو نے یہ قصیدہ لکھا ہے؟ اس کے اقرار پر حجّاج نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر قلم کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، اُمّ المؤمنین عائشہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سبائیوں کا زیادہ بغض اسی انتقام کا ردِ عمل ہے اور شاید حجّاج بن یوسف سے بھی جس نے قرآن مجید پر اعراب لگوائے ورنہ آج عجم تو دور کی بات ہے اکثر عرب بھی درست قراءت نہ کر سکتے۔

سیرت و تاریخ کی کتابوں سے یہ واضح ہے کہ جن ظالموں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں اُن کو ذلّت و رسوائی کی موت سے دوچار کیا۔قاتلوں میں سے کوئی ایسا نہیں رہا جو مجنون اور پاگل ہو کر نہ مرا ہو یا قتل نہ کیا گیا ہو (البدایہ، ج: ۷)

علّامہ سیوطی لکھتے ہیں عامّتُھُم جنّوا اکثر پاگل ہو گئے اور اللہ عزیز ذو انتقام کی گرفت سے بچ نہ سکے۔بصرہ کی گلیوں میں ایک ٹنڈ منڈ لوتھڑا گھسٹتا جا رہا تھا اور آگ آگ کی دہائی دے رہا تھا۔کسی نے پوچھا اے آدمی! آگ کہاں ہے اور تو شور کیوں مچا رہا ہے؟ اس نے کہا مجھے نہ چھیڑ، پوچھتا ہے تو بتا دیتا ہوں کہ میں بھی قاتلینِ عثمان میں شامل تھا۔میں نے

عثمان پر حملہ کیا تو ان کی بیوی بچاؤ کی غرض سے آگے بڑھی۔ میں نے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ حلم و حیا اور صبر و استقامت کا پتلا عثمان جو اپنی جان پر ظلم برداشت کر رہا تھا اپنی گھر والی کی توہین برداشت نہ کر سکا۔ اس کی زبان سے نکلا تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تیرے پاؤں شل ہو جائیں تو اندھا ہو جائے تو جہنم میں جائے۔ اے بھلے مانس تو دیکھ رہا میں دونوں ہاتھوں سے لنجا ہو چکا ہوں میرے دونوں پاؤں شل ہو کر بیکار ہو گئے ہیں، میں اندھا ہو چکا ہوں۔ ان کی تین بد دعائیں پوری ہو چکی ہیں اب آخری بد دعا جہنم کی آگ بھی مجھے نظر آ رہی ہے جو تجھے نظر نہیں آ رہی۔

شاہ ست غنی۔ بادشاہ ست غنی (رضی اللہ عنہ)

سر داد نہ داد دست در دست یہود

برفلکِ عدل مہرو ماہ ست غنی　　شاہ ست غنی بادشاہ ست غنی
چوں جامع مصحف اللہ ست غنی　　دین است غنی دیں پناہ ست غنی
ہم زلف علی و خالوئے حسنین　　فردوسِ دل و خلدِ نگاہ ست غنی
صدیق وعمر بہرِ دیں سقف وعماد　　باب است علی شہر پناہ ست غنی

سر داد نہ داد دست در دست یہود
حقا! کہ نشانِ لا الہ ست غنی